مولانا عبدالرحمن کیلانی

قمری تقویم اور ہجری تقویم

انسان جب سے دنیا میں آیا ہے۔ دیکھ رہا ہے کہ سورج ہر روز صبح مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ اور شام کو مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔ اس کی شکل ہمیشہ ایک ہی جیسی گول رہتی ہے۔ اور مدتیں گزرنے کے باوجود اس کے اس عمل میں کوئی فرق نہیں آیا لیکن چاند کا معاملہ سورج سے کئی باتوں میں مختلف ہے، وہ کبھی ایک پھانک سی نظر آتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تقریباً سات دن کے بعد نصف دائرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چودہ پندرہ دن گزرنے پر پورا گول ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ بائیس دن کے بعد پھر نصف دائرہ بن جاتا ہے۔ اور انتیس یا تیس دن گزرنے پر پھر پہلی سی پھانک نظر آتی ہے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ جب وہ پھانک سی نظر آتا ہے تو شام کو مغربی افق پر نظر آتا ہے اور چند منٹ بعد غروب ہو جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ مشرق کی طرف سرکتا ہے، حتیٰ کہ سات دن کے بعد جب چاند نصف دائرے کی شکل میں ہوتا ہے تو نصف آسمان سے طلوع ہوتا۔ اور تقریباً آدھی رات کو غروب ہوتا ہے اور چودہ پندرہ دن بعد جب پورا گول ہوتا ہے تو سرِ شام مشرقی افق سے نمودار ہوتا ہے۔ اور ساری رات کو منور کرتے کے بعد صبح کے قریب مغربی افق میں غروب ہو جاتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس جب بائیس دن بعد نصف دائرے کی شکل اختیار کیے ہوتا ہے تو آدھی رات کو مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ پھر اٹھائیس دن کے بعد ایک دن کے لیے بالکل نظر نہیں آتا۔ تا آنکہ اٹھائیس انتیس دن کے بعد پھر پہلے کی طرح مغربی افق پر سرِ شام پھانک سی نظر آنے لگتا ہے۔

قمری تقویم کی ابتدا

ان سادہ سے مشاہدات کے مطابق انسان نے دن کو تو سورج سے متعلق کر دیا۔ اور مہینے کو چاند سے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی کئی

زبانوں میں مہینہ کا لفظ اس زبان میں چاند کے لیے مستعمل لفظ سے مشتق ہوتا ہے ، مثلاً فارسی زبان میں چاند کو ماہ کہتے ہیں اور مہینے کو بھی ماہ یا مہینہ کہتے ہیں ۔ انگریزی میں چاند کو مون کہتے ہیں (Moon) اور مہینہ کو منتھ (Month) جو اسی لفظ مون سے مشتق ہے اسی طرح ہندی زبان میں مہینہ کو ماس کہتے ہیں ، جبکہ قمری ماہ کی پہلی تاریخ کو اماوس اور بدر کو ، جب چاند پورا گول ہوتا ہے ۔ پورن ماشی کہتے ہیں ۔ پھر مہینے کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ۔ ہلال سے نصف چاند تک اور نصف چاند سے پورے چاند یا بدر تک ، بدر سے نصف چاند تک ، اور نصف چاند سے ہلال تک ۔ اس چوتھائی ماہ کا نام ہفتہ رکھا گیا ۔ اور ایک ہلال یا نئے چاند سے دوسرے ہلال تک کی مدت کو جو کبھی انتیس دن اور کبھی تیس دن ہوتی ہے ۔ مہینہ کا نام دیا گیا ۔

انسان نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ جب بارہ دفعہ چاند کا عروج و زوال ہو جاتا ہے یا بارہ قمری ماہ گزر جاتے ہیں تو تقریباً وہی پہلا سا موسم آجاتا ہے ۔ ایک موسم سے دوسرے اسی جیسے موسم تک کے عرصے یعنی بارہ ماہ کو سال کا نام دیا گیا ۔ اور ایک سال کے بارہ قمری ماہ شمار کیے جانے لگے ۔ کسی طویل مدت کا حساب رکھنے کے لیے انسان نے کسی مشہور واقعہ مثلاً زلزلہ ، سیلاب ، جنگ یا مشہور بادشاہ کی تخت نشینی یا وفات کو بنیاد قرار دے کر قمری تقویم کی داغ بیل ڈال دی ۔ تقویم کا یہ حساب چونکہ بالکل سادہ ، قدرتی اور عام مشاہدے سے حاصل ہوا تھا ۔ لہذا انسان کے اس ابتدائی دور میں اس تقویم میں نہ تو علم ہیئت کی پیچیدگیاں آڑے آئیں اور نہ ہی اسے کسی رصدگاہ کی ضرورت محسوس ہوئی ۔

قمری تقویم ہی حقیقی اور بنیادی ہے ۔ اسلام کی طرح دوسرے مذاہب الہیہ میں بھی اس قمری تقویم ص کے بجائے شمسی تقویم کو اپنا لیا ہے ۔ تاہم عیسائیوں کے ہاں ایسٹر کا دن ، یہودیوں کے ہاں صوم ، کپور یا عاشورا اور ہندوؤں کے ہاں دیپاولی ابھی تک قمری حساب سے منائے جاتے ہیں ۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے ۔ لہذا اس نے ایسے تمام احکامات کو جن کا تعلق دن رات سے ہو ۔ سورج سے ہی متعلق کیا ہے ۔ مثلاً نمازوں کے اوقات اور روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے اوقات وغیرہ اور ایسے احکامات جن میں ماہ یا

ص۔ کو ہی اصل اور بنیادی قرار دیا گیا ہے جبکہ دوسرے مذاہب نے قمری تقویم

ماہ سے زائد مدت کا ذکر ہو یا کسی معین تاریخ کا ذکر مقصود ہو تو سورج کے بجائے چاند کے حساب کو بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"لوگ آپ سے نئے چاندوں سے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے وہ لوگوں کے لیے مدت کے شمار اور حج کے اوقات معلوم ہونے کا ذریعہ ہے"۔ (قرآن مجید ۲: ۱۸۹)

ساتھ ہی ساتھ یہ توثیق بھی فرما دی کہ سال بھر میں بارہ ماہ کی تعداد عین قوانین فطرت کے مطابق ہے۔ فرمایا۔

"بلاشبہ ابتدائے آفرینش سے لے کر، قوانین فطرت کے مطابق اللہ کے ہاں (سال کے) مہینوں کی کل تعداد بارہ ہے"۔ (۹: ۳۶)

لہٰذا زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ایک سال کی مدت بارہ قمری ماہ ہوں گے۔ اسی طرح بیوہ یا مطلقہ کی عدت اور ایسے جملہ احکام جن کا تعلق ایک ماہ سے زائد مدت ہو قمری حساب سے شمار کیے جائیں گے۔

ان احکام کی بجا آوری کے علاوہ تقویم کی ترتیب کے لیے بھی اسی قمری حساب کو بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا۔

"وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو"۔

مزید برآں نئے چاند کی تاریخ کو علم ہیئت کے حساب کے سپرد نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کی بنیاد رؤیت ہلال قرار دی گئی۔ اگر چاند فی الواقع انتیس دن کے بعد دکھلائی دینا متوقع تھا۔ لیکن ابر یا کثافت کی وجہ سے نظر نہیں آ سکا تو مہینے کے تیس دن شمار کیے جائیں گے۔ کیونکہ یہی طریق مشاہدہ کے مطابق سادہ اور فطری ہے۔

قمری تقویم میں پیوندکاری

ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں قمری تقویم کے سیدھے سادے طریق کو چھوڑ کر بیشتر ممالک میں شمسی تقویم کا طریقہ رائج ہو چکا ہے۔ اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ انسان پر ایسا دور آیا، جب اس نے عبادت خانے تعمیر کیے اور وہاں پر وہت مقرر ہوئے جن کو نذرانے پیش کیے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں مذہبی میلے لگنے شروع ہو گئے۔ پروہتوں نے یہ پابندی عائد کی کہ لوگ اپنی زرعی پیداوار کا ایک حصہ پروہتوں کو بطور نذرانہ پیش کیا کریں۔ اور بت خانوں پر

چڑھاوے چڑھائیں۔ ظاہر ہے کہ قمری مہینے ان غیر مذہبی قسم کے نذرانوں اور رسم و رواج کا ساتھ نہیں دیتے تھے۔ یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ تین سال بعد فصلیں تقریباً ایک ماہ بعد پک کر تیار ہوتی ہیں۔ کیونکہ فصلوں کے پکنے کا تعلق موسم سے ہوتا ہے اور موسم سورج سے تعلق رکھتے ہیں۔ چاند سے نہیں۔ لہٰذا ابتداءً قمری تقویم میں پیوند کاری جسے عربی میں کبیسہ، انگریزی میں لیپ اور ہندی میں لوند کہا جاتا ہے۔ کی تجاویز پر غور کیا جانے لگا۔ گو یا شمسی تقویم کی داغ بیل پڑنا شروع ہو گئی اور اس چیز کے بانی وہ مذہبی راہنما یا پروہت لوگ تھے۔ جنہوں نے محض دنیوی مفاد کی خاطر مذہب کی آڑ میں مذہب سے بے وفائی کی۔

قمری تقویم سے شمسی تقویم میں سال کے مہینوں اور مہینوں کے دنوں کے لیے کوئی قدرتی ضابطہ موجود نہیں ہے۔ سورج سے صرف دن اور موسم متعلق ہوتے ہیں لہٰذا قمری تقویم کو بنیاد قرار دے کر اس میں مہینوں کا اضافہ کر کے مخلوط کیلنڈر رائج کیا گیا۔ ہندی میں بکرمی سمت قمری تقویم پر چل رہا تھا۔ اسے مخلوط بنانے کی یہ صورت تجویز ہوئی کہ ہر تیسرا سال بارہ ماہ کی بجائے تیرہ ماہ کا شمار کر لیا جائے اور یہ اضافی مہینہ ہر لوند والے سال میں ترتیب سے بڑھایا جاتا تھا۔ مثلاً تیسرے سال چیت کے دو ماہ شمار کر لیے جاتے۔ پھر چھٹے سال بیساکھ کے دو ماہ، پھر نویں سال جیٹھ کے دو ماہ، علی ہذا القیاس، آخر تک یہ سلسلہ چلتا اور ان اضافی مہینوں کو دو چیت، دو بیساکھ دو جیٹھ وغیرہ کا نام دیا جاتا تھا۔

رفتہ رفتہ اضافی مہینوں کا طریق چھوڑ دیا گیا۔ اور اس کے بجائے مہینوں کے دنوں میں کمی بیشی کر کے انہیں شمسی تقویم کے مطابق بنا لیا گیا۔ اور مہینے بارہ ہی رہنے دیئے گئے۔ آج کل ہندی مہینوں کے ایام یوں ہیں۔

چیت	بیساکھ	جیٹھ	اساڑھ	ساون	بھادوں
۳۰	۳۱	۳۲	۳۱	۳۲	۳۱
اسوج	کتک	مگھر	پوہ	ماگھ	پھاگن
۳۰	۳۰	۳۰	۲۹	۲۹	۳۰ = ۳۶۵ دن

اس تقویم میں دنوں کی ترتیب یہ ہے کہ گرمیوں کے مہینے۔ جب کہ دن بڑے

ہوتے ہیں۔ زیادہ دنوں کے تجویز کیے گئے ہیں اور سردیوں کے مہینوں کے ایام۔ جوں جوں دن چھوٹے ہوتے ہیں۔ بتدریج کم تجویز ہوئے ہیں۔ اس تقویم میں سال کے دن ۳۶۵ ہیں۔ عیسوی تقویم کی طرح اس میں لیپ کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا ہے۔

عیسوی تقویم میں کیا کچھ ہوا۔ اس کا ذکر تو آئندہ عیسوی تقویم میں آئے گا۔ سردست ہم عرب میں اس پیوندکاری کے طریقہ کا جائزہ لیتے ہیں۔

قمری تقویم اور کبیسہ

عرب میں بھی اہل ہند اور بعض دوسرے ممالک کی دیکھا دیکھی قمری سال میں پیوندکاری یا کبیسہ کا سلسلہ چل نکلا۔ مکہ میں حج کا دستور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آرہا تھا۔ دوسرے پروہتوں کی طرح کعبہ کے متولیوں نے بھی یہ چاہا کہ حج ایک خاص موسم میں آیا کرے جب لوگوں کو نذریں، نیازیں اور چڑھاوے چڑھانے میں آسانی ہو۔ یہ بات مشاہدہ میں آچکی تھی۔ کہ قمری سال شمسی سال سے کبھی دس دن اور کبھی گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے لہذا ابتداء سے یہ طریقہ تجویز ہوا۔ کہ ہر سال کبھی دس دن کا اور کبھی گیارہ دن کا اضافہ کر لیا جائے۔ لیکن یہ سلسلہ قبولیت عام حاصل نہ کر سکا۔ عرب کے دیہاتی لوگ تو خالصتاً قمری تقوم کا حساب رکھتے تھے۔ البتہ شہروں میں حقیقی اور مخلوط کیلنڈر دونوں طرح کا حساب رکھا جانے لگا۔

اس کے بعد دوسرا طریق یہ اختیار کیا گیا۔ کہ اہل ہند کی طرح ہر تین سال بعد ایک ماہ کا اضافہ کر لیا جاتا اور علی الترتیب ہر مہینہ کے ساتھ باری باری یہ اضافہ ہوتا۔ مثلاً پہلے سال دو محرم، چھٹے سال دو صفر، ساتویں سال دو ربیع الاوّل، علیٰ ہذا القیاس، آخر میں دو ذی الحجہ تک آکر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا۔ لیکن اس پورے چکر میں ایک سال یا ایک حج کم ہو جاتا تھا۔ بالفاظ دیگر چھتیس قمری سالوں کے پینتیس سال بنا لیے جاتے تھے۔

عرب میں ہر تیسرے سال ایک مہینہ بڑھانے کا دستور سب سے پہلے قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص قلمس نامی نے رائج کیا۔ چونکہ وہ اس وقت کعبہ کا متولی تھا۔ لہذا اضافی مہینہ بڑھانے کا کام اس نے اپنے ذمہ لے لیا۔ وہ حج کے اجتماع میں یہ اعلان کر دیا کرتا تھا۔ کہ آئندہ سال حج کس ماہ میں ہوگا۔ اور نیز یہ کہ اضافی

تیرھواں مہینہ کس ماہ کے ساتھ بڑھا یا گیا ہے۔ اب قلمس کا لفظ ایک شخصی نام کے بجائے اس عہدے کے نام سے معروف ہوا جو حج کے ایام کے ادل بدل کا اعلان کرتا ہو۔ چنانچہ قلمس کی اولاد سے جو لوگ یہ کام سرانجام دیتے تھے۔ انہیں قلامسہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

پھر یہ گڑ بڑ صرف حج تک ہی محدود نہ رہی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے حرمت کے چار ماہ قرار دیئے گئے تھے۔ ان مہینوں کے متعلق اہل عرب کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ان مہینوں میں نہ تو جدال وقتال کریں گے۔ نہ کسی تاجر یا راہ گیر کو لوٹ کھسوٹ سے پریشان کریں گے۔ یہ مہینے رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم الحرام تھے۔ ان میں سے تین اکٹھے مہینے حج کے پُر اطمینان سفر کے لیے تجویز کیے گئے تھے۔ کبیسہ کے طریق کی وجہ سے ان میں بھی تقدیم وتاخیر اور گڑ بڑ پیدا ہو جاتی تھی۔ قلامسہ کے فرائض میں یہ بات بھی شامل تھی۔ کہ وہ اعلانِ حج کے ساتھ ان مہینوں کا بھی اعلان کیا کریں کہ آئندہ سال کون کون سے مہینے حرمت والے ہوں گے۔ اس تقدیم وتاخیر یا گڑ بڑ کو اہلِ عرب نسیئی کہتے تھے۔

یہ قلمسی کیلنڈر بھی مقبولیت عام حاصل نہ کر سکا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ قلامسہ کو ہر سال نئے پروگرام کا اعلان کرنا پڑتا تھا۔ دیہاتی لوگ اور عام شہری حقیقی قمری تقویم کا ہی حساب رکھتے تھے۔ تاہم مکہ میں دونوں قسم کے کیلنڈر ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اور قلمسی کیلنڈر کو بیرونِ مکہ مکی کیلنڈر بھی کہہ دیا جاتا تھا۔

اسلام نے اس تقدیم وتاخیر، کبیسہ یا نسیئی کو ایک مذموم فعل قرار دے کر اس سے منع فرما دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی مکہ میں مکی کیلنڈر رائج تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ نو ہجری میں جب آپ نے حجۃ الوداع کا فریضہ سرانجام دیا تو حقیقی قمری تقویم کے حساب سے بھی ذی الحجہ کا مہینہ ہی پڑتا تھا۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:-

"امن کے مہینے ہٹا کر آگے پیچھے کر لینا، کفر میں اضافہ کرتا ہے اس سے کافر لوگ گمراہی میں پڑے رہتے ہیں۔ ایک سال تو انہیں حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام۔ تاکہ ادب کے مہینوں کی، جو خدا نے مقرر کیے ہیں گنتی پوری کر لیں اور جو خدا نے

منع کیا ہے، اس کو جائز کر لیں۔ ان کے بُرے اعمال انہیں بھلے دکھائی دیتے ہیں (۹: ۳۷)
اس آیت کی رو سے کبیسہ کا طریق حکماً یکسر ختم کر دیا گیا۔ بعد ازاں عرب اور
دیگر اسلامی ممالک میں قمری تقویم حقیقی خطوط پر گامزن ہو گئی۔ (باقی)

ضروری اطلاع

● بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطورِ اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کریں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آئندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں، سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ (کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ـــــــ اور (خدانخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔

یاد رکھئے! وی۔پی۔پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بد دیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!

المنیجر